درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط و ترتیب: مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ما جاء فی الإحسان والعفو

احسان اور معافی کا بیان

○ حدثنا بندار وأحمد بن منيع ومحمود بن غيلان قالوا أخبرنا أبو احمد عن سفيان عن أبي اسحاق عن أبي الاحوص عن أبيه قال: قلت يارسول الله الرجل أمرّبه فلايقريني ولايضيفني فيمربي أفأجزيه؟ قال لا، أقره قال و رأني رث الثياب فقال۔ هل لك من مال؟ قال قلت من كل المال قدأعطاني الله من الابل والغنم قال: فليُر عليك۔ وفي الباب عن عائشة وجابر وأبي هريرة۔ هذا حديث حسن صحيح .... وأبو الاحوص اسمه عوف بن مالك بن نضلة الجشمي ..... ومعنى قوله أقره، يقول أضفه..... والقرى الضيافة۔

ترجمہ: حضرت ابوالاحوص اپنے باپ (مالک بن نضلہ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ: ایک آدمی ایسا ہے کہ جب میں اس پر گزر جاتا ہوں تو وہ میری مہمانی اور ضیافت نہیں کرتا ہے۔ پھر جب وہ مجھ پر گزر جاتا ہے تو کیا میں اس کو بدلہ دے سکتا ہوں؟ (کہ میں بھی اس کی ضیافت نہ کروں؟) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ تو اس کی ضیافت کرو (نیز مالک بن نضلہ نے) کہا اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھا تو فرمایا کیا تیرے پاس مال ہے؟ میں نے کہا ہر قسم کا مال موجود ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ اور بھیڑ بکریاں دی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پس چاہیے کہ وہ مال تجھ پر دیکھا جائے۔ اس باب میں حضرت عائشہ حضرت جابر حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی روایات آئی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے......اور ابوالاحوص جو ہے اس کا نام عوف بن مالک بن نضلہ الجشمی ہے......اور ارشاد "اقــــرہ" کا معنی ہے ضیافت کرو۔ اور "قریٰ" ضیافت اور مہمانی

کرنے کو کہا جاتا ہے۔

<u>توضیح وتشریح</u> یہ بر وصلہ کے ابواب ہیں‘ ان میں اخلاق حسنہ اور صفات حمید کا بیان ہو رہا ہے۔ اس باب میں احسان حسن سلوک بھلائی‘ عفو اور درگزر کا بیان ہے کہ تیرے ساتھ کوئی آدمی احسان کرتا ہے‘ یا نہیں کرتا دونوں صورتوں میں تم اس کے ساتھ احسان کرو۔ مہمان نوازی بھی ان اخلاق حسنہ اور صفات حمیدہ میں سے ایک ہے۔ اس حدیث میں یہ بیان ہو رہا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ: اگر کوئی آدمی ایسا ہو کہ جب میں اس کے گاؤں میں گزر جاتا ہوں اور میں ان کے ہاں دیار غیر میں مہمان ہوں اور اس آدمی پر میرا یہ حق بنتا ہے کہ وہ مجھے مہمانی دے دے اور میری ضیافت کرے لیکن وہ ایسی صفات سے عاری ہو اور وہ میری ضیافت نہ کرے۔ پھر کسی موقع پر وہ آدمی ہمارے گاؤں میں ہم پر گزر جاتا ہے تو کیا میرے لئے یہ درست ہے کہ میں بھی اس کی ضیافت نہ کروں؟ اور اس کو جواب ترکی بہ ترکی دے کر اس سے بدلہ لے لوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں یعنی تیرے لئے ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ بلکہ تم اس کی ضیافت کرو۔ یعنی مسلمان کیلئے شریفانہ اور کریمانہ اخلاق چاہئیں۔ اگر کوئی خسیس اور لئیم بن جائے تو اس کی خساست کی وجہ سے شریف کے لئے اپنی شرافت اور کریمانہ اخلاق چھوڑنا دانشمندی نہیں ہے۔ جیسا کہ پشتون قوم میں بھی بعض ایسی صفات حمیدہ ہوتی ہیں۔ جو ان کے رگ و ریشہ میں رچی بسی ہوتی ہیں۔ اگر کوئی دوسرا آدمی انکے ساتھ بے مروتی کا مظاہرہ کرے بھی لیکن وہ اپنے خاندانی شرافت کی وجہ سے اپنی کریمانہ اخلاق اور مروت کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ پس وہ ایسے لوگوں کے ساتھ بھی مروت اور شرافت سے پیش آتے ہیں۔ اپنے گاؤں میں آنے والے کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا ان کی مہمانی اور ضیافت کرنا اور اپنے مہمان کی حیثیت اس کی ہر قسم کی مدد کرنا وہ اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ اسلام بھی ایسے اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔ عفو اور درگزر سکھاتا ہے۔ لہٰذا اگر اس نے آپ کی ضیافت نہ کی تب بھی تم اس کی ضیافت کرو۔

<u>ورأني رث الشاب الخ:</u>

اور جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے پھٹے پرانے اور پراگندہ کپڑوں میں دیکھا تو فرمایا کہ کیا تیرے پاس مال ہے؟ میں نے کہا ہر قسم کے مال موجود ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ اور بھیڑ بکریاں دی ہیں‘ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مناسب ہے کہ اس مال کا اثر تجھ پر ظاہر ہو اور وہ مال تجھ پر دیکھا جا سکے۔

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ فإذا إتاك الله مالاً فليرأ ثر نعمة الله عليك وكرامته: یعنی جبکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا ہے پس چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کا اثر تجھ پر دیکھا جائے۔ یعنی مال کی وسعت اور فراخی دینا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ اس کی نعمت کو چھپایا جائے۔

بلکہ اس نعمت کا شکر یہ ہے کہ جائز حدود کے اندر اس کو استعمال کرے اور اس کا اظہار ہو جائے۔ پس لباس ایسے پہننا چاہیے جس سے اس کی خوشحالی معلوم ہو رہی ہو اور لوگوں پر یہ بات عیاں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ احسان کیا ہے۔ اور اسے وسعت اور مالداری دی ہے' پہلے بھی بعض روایات میں گزر چکا ہے کہ عمدہ جوتے اور عمدہ لباس پہننے کا نام تکبر نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو جمال ہے' اور اللہ تعالیٰ کو جمال پسند ہے تکبر تو یہ ہے کہ کوئی آدمی حق کو ٹکراتا ہو اور لوگوں کو حقیر سمجھتا ہو۔ اور آیت کریمہ میں ہے۔ من حرم زينة الله التي أخرج لعباده و الطيبت من الرزق (الایۃ) یعنی زینت کا وہ لباس جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے بنایا ہے اور پیدا فرمایا ہے' کس نے حرام کیا ہے؟ نیز وہ عمدہ رزق اور کھانے کی چیزیں کس نے حرام کی ہیں؟ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کس کو تحریم اور تحلیل (حرام اور حلال بنانے) کا حق حاصل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے جب ان چیزوں کو حلال فرمایا ہے۔ تو ہے کوئی اور حرام قرار دینے والا؟

پس جس کو اللہ تعالیٰ نے مال کی فراخی دی ہو تو اسے چاہیے کہ اپنی حیثیت کے مطابق عمدہ لباس پہنے اور اپنی حیثیت کے مطابق نان نفقہ اپنی بیوی اور بچوں کو بھی دے دے۔ اپنے لئے اچھی گاڑی خرید ے اور اس طرح استعمال اور ضرورت کی چیزیں اپنی حیثیت کے مطابق عمدہ سے عمدہ حاصل کرے' لیکن یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار اور اس کے شکر ادا کرنے کیلئے کرے۔ تو ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ الطاعم الشاكر كالصائم الصابر۔ الحدیث یعنی جو آدمی طعام کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے تو وہ اجر و ثواب میں ایسا ہے جیسا کہ صبر کے ساتھ روزہ رکھنے والا۔ تاہم اسراف اور غلو سے اجتناب کرے۔ مال و دولت کے نشے میں مست ہو کر حق کے مقابلہ پر نہ اتر آئے' اپنے آپ کو بلند اور دوسروں کو حقیر سمجھنے سے باز رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں سے فائدہ اٹھائے تو یہ دین و دنیا دونوں کی بہتری ہے۔

ما أحسن الدين و الدنيا إذا اجتمعا　　　ما أقبح الكفر و الإفلاس بالرجل

○ حدثنا ابو هشام ثنا محمد بن فضيل عن الوليد بن عبدالله بن جميع عن أبي الطفيل عن حذيفة قال: قال رسول الله ﷺ: لاتكونوا إمعة تقولون ان أحسن الناس أحسنا و إن ظلموا ظلمنا ولكن وطنوا انفسكم' ان احسن الناس أن تحسنوا و إن أساءوا فلا تظلموا ...... هذا حديث حسن غريب لانعرفه إلا من هذا الوجه۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم بھولے بھٹکے نہ بنو! کہ تم کہنے لگو کہ اگر لوگ بھلائی کرتے ہیں تو ہم بھی بھلائی کریں گے۔ اور اگر لوگ ظلم کرتے ہیں تو ہم بھی ظلم کریں گے۔ بلکہ تم اپنے آپ کو (احسان اور بھلائی کرنے پر) پابند بنا دو۔ (اسی طرح کہ) اگر لوگ احسان اور بھلائی کرتے ہیں تو تم

بھی احسان اور بھلائی کرو اور اگر لوگ برائی کرتے ہیں تو تم ظلم مت کرو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے اس طریق کے علاوہ دوسرے طریق سے نہیں پہچانتے۔

توضیح وتشریح: الاتکونوا إمعۃ إمعۃ ایسے آدمی کو کہا جاتا جس کی اپنی رائے اور عقلمندی نہ ہو اور وہ کسی کام میں بھی اپنی بصیرت کے ساتھ عمل نہیں کرتا بلکہ جس نے بھی جو کچھ کہا اس کی تصدیق کر کے اس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ کہ بس تو نے ٹھیک کہا اور میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ دوسرا آدمی جب اپنی بات اس کے سامنے رکھ دیتا ہے تو یہ اس کی بھی تصدیق کرتا ہے کہ یہ ٹھیک ہے یہ اسلئے اسکے اندر خود کھری کھوٹی بات پرکھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی آدمی غلط بات کو ذرا اچھے پیرائے میں بیان کرے تو اس کو یہ غلط بات ہی اچھی معلوم ہوتی ہے اور یہ اسی کا ساتھ دیتا ہے اور اس کو إمعۃ بھی اس مناسبت سے کہا گیا ہے کہ وہ ہر کسی کو کہتا ہے: أنا معک یعنی میں بھی تمہارے ساتھ ہوں کیونکہ اس کی اپنی کوئی رائے اور تدبیر نہیں ہوتی یا یہ ابن الوقت ہوتا ہے مرغ بادنما بنتا ہے ہر کسی کے سامنے زمانہ سازی کرتا ہے۔

جیسا کہ عام لوگوں کی یہی عادت ہوتی ہے کہ معاشرہ اور ماحول جس طرف رواں ہوتا ہے تو یہ بھی اسی طرف رخ کر کے معاشرہ کے ساتھ رواں دواں رہتا ہے۔ اگر معاشرہ میں بہت سے بے دینی اور فحاشی کے کام زائج ہیں اور لوگوں نے انہیں قبول کر لیا ہے تو یہ بھی لوگوں کے ساتھ ہو کر انہی بے دینی اور فحاشی کے کاموں میں مصروف ہوتا ہے۔ ملک کی سیاست جس طرف رواں ہے اگر چہ بے دینی کے راستے پر چل رہی ہوں لیکن لوگ اسی کا ساتھ دیتے ہیں اور وہی رخ اختیار کر لیتے ہیں جسے ملکی سیاست نے اختیار کر لیا ہے لیکن جناب رسول اللہ ﷺ ہمیں دانشمندی عقلمندی سنجیدگی اور حسن تدبیر کی تعلیم دیتے ہیں۔ ہر بری بھلی کا ساتھ دے کر ماحول کے ساتھ چلنا دانشمندی نہیں ہے۔ بلکہ مسلمان کے دل ودماغ میں ایسا ترازو ہونا چاہیے جو کہ ہر بات کو تول سکے کھری کھوٹی کی تمیز کر سکے۔ اور ہر اچھی بات کو اپنائے اس پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی اس کی طرف دعوت اور ترغیب دے اور ہر بری بات اور ہر برائی سے نفرت کرے اس سے خود بھی بچتا رہے اور دوسروں کو بھی اس سے منع کرے۔ اگر چہ کسی برائی کو سارے معاشرہ نے اچھا تسلیم کیا ہو لیکن جب بصیرت اور دلیل کے ساتھ اس کا برا ہونا معلوم ہے تو پھر اس سے متعلق لوگوں کے پیچھے دوڑنے کی بجائے اس کی حقیقت کو لوگوں پر واضح کر کے معاشرہ کا رخ سیدھا کرنے کی کوشش کرے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ اس شعر کو بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے۔

طبعے بہم رساں کہ بسازی بعالمے	یا ہمتے کہ از سر عالم تواں گزشت

یعنی حق اور سچ بات پر استقامت اختیار کرنا چاہیے اور لوگوں کا رخ بھی اسی کی طرف پھیرنا چاہیے۔ نہ کہ باطل اور غلط بات پر لوگوں کے پیچھے دوڑتے رہنا۔ پہلے مصرعہ میں امعۃ کی طرف اور دوسرے مصرعہ میں وطنوا کی طرف اشارہ ہے۔

تقولون ان احسن الناس احسنا وان ظلموا ظلمنا۔

یہ امعہ کی تفسیر وتوضیح ہے۔ یعنی امعہ ایسے بھولے بھٹکے نہ بنو کہ یوں کہو کہ اگر احسان اور بھلائی کرتے ہیں تو ہم بھی احسان اور بھلائی کریں گے۔ اور اگر لوگ ظلم کرتے ہیں تو ہم بھی ظلم کریں گے یعنی ایسا نہ بنو کہ بس لوگوں کے پیچھے رواں دواں رہو ہر برے بھلے میں دوسروں کی تقلید کرتے رہو۔ انا مع الناس انا مع الناس کہتے پھرو۔

ولکن وطنوا أنفسكم إن أحسن الناس أن تحسنوا وإن أساءوا فلا تظلموا۔ لیکن تم اپنے آپ کو احسان اور بھلائی کا پابند بنادو کہ اگر لوگ احسان اور بھلائی کریں تو تم بھلائی کرو۔ اور اگر لوگ ظلم اور برائی کریں تو تم ظلم اور برائی مت کرو یعنی حق اور سچ بات میں لوگوں کا ساتھ دو۔ لیکن برائی اور ظلم میں ان کا ساتھ نہ دو۔

ہمیشہ کے لئے حق کا دامن تھامے رکھو۔ پیارے رسول ﷺ نے اس امت کو دلیل اور بصیرت کی راہ پر لانے کیلئے کن کن طریقوں سے اور کن کن الفاظ وکلمات سے سمجھانے کی کوشش فرمائی ہے؟ جناب رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات خود بتاتی ہے کہ آپ ﷺ کو امت مسلمہ کے ہر فرد کو اس مقصد کے لئے تیار کرنا تھا کہ

ع لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

لیکن کاش کہ امت مسلمہ آج ہی نہیں برسوں سے اپنے پیغمبر ﷺ کے پڑھائے ہوئے اسباق بھول بیٹھی ہے؟ اور ہادی عالم ﷺ کی تعلیمات اور رہنمائی سے استفادہ کرنے میں سنجیدہ نہیں ہے۔ جتنا جتنا امت کی انفرادی و اجتماعی طرز زندگی جناب رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور آپ کی تعلیمات سے مختلف ہوتا جارہا ہے اتنا ہی امت مسلمہ کا گراف تنزل کے درجات کی طرف جارہا ہے۔ اور امت کو احساس تک نہیں ہوتا، ہمیں ایک بار پھر سوچنا چاہیے کہ ہمارے اسلاف کیسے کامیاب ہوئے اور دنیا کی قیادت انہوں نے کیسی سنبھالی۔ اور پھر آج کا مسلمان کیوں تنزل کا شکار ہے۔ تو معلوم ہوگا کہ

ے وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہوکر اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر

اور بعض نے ''امعۃ'' کی تفسیر یہ کی ہے کہ یہ ایسے آدمی کو کہا جاتا ہے جو یہ کہے کہ اگر میرے ساتھ لوگ احسان کرتے ہیں تو میں بھی ان کے ساتھ احسان اور بھلائی کروں گا اور اگر لوگ ظلم کرتے ہیں تو میں بھی بدلہ میں ان کے ساتھ ظلم کروں گا، تو یہ رویہ بھی اسلامی نقطہ نظر سے درست نہیں ہے، بلکہ اسلام تو اعلیٰ اخلاقیات کی تعلیم دیتا ہے، اور وہ یہ کہ احسان اور بھلائی کے بدلے میں ضرور احسان اور بھلائی ہو، لیکن کمال یہ ہے کہ برائی اور ظلم کے بدلے میں بھی بھلائی اور حسن سلوک کرو۔